# 150031 ـ سسر نماز كا انكار كرتے ہوئے تارك نماز ہے اس سے معاملات كيسے كيے جائيں ؟

**سوال**

ميرے ليے ايك دينى التزام كرنے والے شخص كا رشتہ آيا جو مجھے دينى اور اخلاقى طور پر بھى پسند تھا، ليكن اس كے والد صاحب نماز كا انكار كرتے ہوئے نماز ادا نہيں كرتے اور مشكل يہ ہے كہ وہ سب اكٹھے رہتے ہيں، يعنى ميں بھى اسى گھر ميں ساس سسر كے ساتھ رہوں گى، تو مجھے اس سے كيسے معاملات كرنا ہونگے كيا اس كے ساتھ معاملات ميں كوئى قواعد و ضوابط ہيں، يا كہ وہ بھى اسى طرح ہے جيسے كوئى دوسرا تارك نماز ہو، كيا اس كے ساتھ كھانا پينا اور اس سے پردہ نہ كرنا جائز ہے، كيونكہ ميں پردہ كرتى ہوں ؟

**پسنديده جواب**

الحمد للہ.

اول:

سوال ميں مذكور والد جو نماز كا انكار كرتے ہوئے تارك نماز ہے وہ كافر ہے اور وہ كفر اكبر كا مرتكب ہے، جس كى بنا پر وہ ملت اسلاميہ سے خارج ہے، اس كے متعلق اہل علم كا كوئى اختلاف نہيں، اس طرح كا عمل تو وہى شخص كرتا ہے جو ملحد و كيمونسٹ اور سياسى متكبر ہو.

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم جو لائے ہيں اس ميں سے كسى بھى چيز كا انكار كرنا كفر ہے، اور اگر وہ نماز وغيرہ دوسرے اركان اسلام اور عظيم بنيادى امور سے تعلق ركھے تو يہ اور بھى زيادہ شديد كفر ہے.

كيونكہ اس كا انكار كرنے والا شخص معذور نہيں اس ليے كہ يہ امور تو مشہور ہيں، اور اسلامى ممالك ميں سب مسلمان ان كا علم بھى ركھتے ہيں، اور اس كى شان كى عظمت بھى جانتے ہيں، حتى كہ ان اركان كا تارك بھى اس كے انكار كرنے كى جرات بھى اسى وقت كرتا ہے جب وہ كفر و عناد ميں حد سے بڑھ چكا ہو، اللہ تعالى اس سے محفوظ ركھے.

شيخ الاسلام ابن تيميہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اللہ تعالى اور رسول صلى اللہ عليہ وسلم اور مومنوں كے ہاں مرتد شخص اصلى كافر سے زيادہ عظيم جرم كا مرتكب ہے اس كى كئى ايك وجوہات ہيں:

اگر وہ دین اسلام میں دوبارہ واپس نہیں آتے تو انہیں حتمی طور پر قتل کیا جائیگا، ان کا ذمہ اور انہیں امان دینا جائز نہیں، اور نہ ہی ان قیدی چھوڑا جائیگا، اور نہ ہی ان سے مال و اشخاص کا فدیہ لیا جائیگا، اور ان کا ذبیحہ بھی نہیں کھایا جائےگا، اور ان کی عورتوں سے نکاح بھی نہیں کیا جائیگا، اور متفقہ طور پر ان کے مرتد رہتے ہوئے انہیں غلام بھی نہیں بنایا جائیگا.

ان میں سے جو قتال کرے اور جو قتال نہ بھی کرے اسے قتل کر دیا جائیگا، مثلا بوڑھا فانی، اور اندھا، اس پر علماء کا اتفاق ہے، اور جمہور علماء کے ہاں اسی طرح ا نکی عورتیں بھی قتل کی جائینگی.

اصلی کافر کے ساتھ امن کا معاہدہ اور صلح نہیں ہوگی جمہور علماء کرام کے قول کے مطابق اگر اصلی کافر قیدی ہو تو اس سے فدیہ قبول کیا جا سکتا ہے.

اور اگر وہ اہل کتاب سے تعلق رکھتا ہے تو اس کے لیے ذمہ کا معاہدہ کرنا اور ان کا ذبیحہ کھانا، اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے، ان کی عورتیں اگر قتال و لڑائی کریں اور مسلمانوں کے خلاف عملی یا قولی لڑائی میں شریك ہوں اسے بھی قتل کر دیا جائیگا.

اسی طرح جمہور کے ہاں ان میں سے صرف اسی کو قتل کیا جائیگا جو اہل قتال ہو، جیسا کہ سنت نبویہ کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے، چنانچہ مرتد کافر دین و دنیا میں اصلی کافر جو اپنے کفر پر قائم ہے سے زیادہ برا ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی ( 28 / 413 - 414 ).

دوم:

اگر والد کا حال یہی ہے جو آپ نے بیان کیا ہے تو پھر ہم ایسے شخص کے بیٹے سے شادی کرنے کی نصیحت نہیں کرتے لیکن اگر بیٹا آپ کو علیحدہ رہائش لے کر دیتا ہے جو والد سے دور ہو تو پھر ٹھیك ہے، اصل میں طبعی امر واقع تو یہی ہے کہ آپ اپنے اور خاوند کے گھر والوں سے علیحدہ رہائش میں شادی کر کے رہیں.

اور یہ کہ خاوند والدین کے ساتھ ایك ہی رہائش میں رہتا ہے، اور وہ اپنی زندگی اس والد کے ساتھ ایسے بسر کر رہا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، اور گویا کہ والد نے کوئی عظیم کام نہیں کیا، ہم اس میں اس کی موافقت نہیں کریں گے، بلکہ بیٹے کو چاہیے کہ وہ والد کو وعظ و نصیحت کرے، اور جس گمراہی و ضلالت اور کفر میں ہے اس سے روکے، اور اگر اس کے باوجود بھی والد کفر پر اصرار کرتا ہے تو بیٹا اس کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جائے اور اس سے میل جول مت کرے، اس طرح وہ اپنی اولاد اور بیوی کو محفوظ رکھ سکتا ہے، جب تك وہ اپنے ارتداد پر قائم ہے اس سے علیحدہ رہے.

مزید معلومات کے لیے آپ سوال نمبر ( 141680 ) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .